السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک مشہور حدیث ہے:

"بَدَأَ الِاسْلَامُ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ"

''اسلام شروع میں اجنبی تھا اور دوبارہ اجنبی بن جائے گا جیسا کہ پہلے تھا پس خوشخبری ہے اجنبیوں کے لیے۔''

یہ حدیث اگر صحیح ہے تو اس کا کیا مفہوم ہے؟ کیا لفظ ''غرابت سے ماخوذ ہے جس کا مفہوم ہے انوکھا پن یا لفظ ''غربت'' سے ماخوذ ہے جس کا مفہوم ہے اجنبیت اگر لفظ ''غریب'' غربت ماخوذ ہے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اسلام کمزور ہو جائے گا اور اس کا ستارہ غروب ہو جائے گا؟ کیا قرآن و حدیث میں اس بات کے دلائل ہیں کہ اسلام ایک بار پھر طاقتور اور فاتح بن کر ابھرے گا جیسا کہ قرون اولیٰ میں تھا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ حدیث متفقہ طور پر صحیح اور بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہے اس کا ذکر مسلم شریف وسنن ترمذی کے علاوہ ابن ماجہ اور طبرانی میں بھی ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ احادیث جن میں قیامت کی نشانیوں کا ذکر ہوتا ہے یا جن میں آخری زمانے کی علامتیں بیان ہوتی ہیں اکثر پڑھنے والے انہیں پڑھ کر مایوسی کے غار میں چلے جاتے ہیں سوچتے ہیں کہ اب تو بڑا خراب زمانہ آگیا ہے اور اس پر آشوب زمانے میں معاشرے کی اصلاح کا کوئی امکان نہیں ہے۔ حالانکہ یہ بات بعید از قیاس ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو مایوسی اور بے علمی کی تعلیم دی ہو یا ہمیں یہ سکھایا ہو کہ دنیا میں فساد اور برائیوں کے عام ہو جانے کے باوجود ہم اصلاح معاشرہ کی طرف سے مایوس ہو کر ہاتھ پر ہاتھ دھرے اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں۔ اس کے برعکس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات کی تعلیم دی ہے کہ ہم آخری لمحوں تک بلکہ آخری سانس تک عمل کوشش اور جدوجہد کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ ایک مشہور حدیث کا مفہوم ہے اگر قیامت شروع ہو جائے اور ہم میں سے کسی کے ہاتھ میں ایک پودا ہے جسے وہ لگانا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ مرنے سے قبل اسے لگا دے۔ قابل غور بات ہے کہ دنیوی معاملات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری لمحے تک عمل کا حکم دیا ہے تو دینی معاملات میں مایوسی اور بے عملی کا حکم کیسے دے سکتے ہیں؟

اب آئیے لفظ ''غریب'' کے مفہوم کا تعین کریں یہ لفظ غربت سے ماخوذ ہے نہ کہ غرابت سے اور اس بات کی دلیل خود اس حدیث کا آخری جملہ ہے۔ "فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ" لفظ "غُرَبَاءِ" اس غریب کی جمع ہے جو غربت سے ماخوذ ہے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام اجنبی بن کر آیا تھا اور پھر اجنبی بن جائے گا۔ پس خوش خبری ہے ان لوگوں کے لیے جو اجنبی ہوں گے وہ اجنبی اپنی شخصیت کی وجہ سے نہیں ہوں گے بلکہ اس اسلام کی وجہ سے ہو جائیں گے جو کہ خود اجنبی بن چکا ہو گا۔

یہ امر واقعہ ہے کہ دور حاضر میں اور اس سے قبل بھی اسلام اس حال کو پہنچ چکا ہے کہ لوگ اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں لوگ صحیح اسلام کو نہیں جانتے اور جو تھوڑے بہت لوگ صحیح اسلام کو جانتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں وہ لوگ معاشرے میں نکو اور اجنبی بن کر زندگی بسر کرتے ہیں بلکہ بسا اوقات انھیں معاشرے اور اصحاب اقتدار کی طرف سے ظلم و اذیت کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ دراصل مذکورہ حدیث میں بشارت انھیں مومنین صالحین کے لیے ہے جو ایسے دور میں بھی حق پر جمے رہتے ہیں جب کہ باطل کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے اسلام معاشرے میں بے نام اجنبی اور باعث ذلت بن جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ اجنبیت دائمی اور عالمی ہو گی؟ یا وقتی اور علاقائی؟ میری اپنی رائے یہ ہے کہ یہ اجنبیت دائمی نہیں ہو گی۔ ایسا ہر گز نہیں ہو گا کہ اسلام پر جب اجنبیت کا دور آئے گا تو قیامت تک کے لیے برقرار رہے گی۔ قیامت تک اسلام اور مسلمان کمزور اور بے وقعت رہیں گے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ اس دور کے شروع ہو جانے کے بعد اسلام دنیا کے ہر گوشے میں اجنبی اور بے وقعت ہو کر رہ جائے گا بلکہ بعض علاقے اور ممالک ایسے بھی ہوں گے جہاں اسلام اور اہل اسلام باعزت اور طاقتور ہوں گے۔

میرا خیال ہے کہ اسلام اور اہل اسلام پر اجنبیت اور بے وقعتی کا دور آتا جاتا رہے گا۔ جیسا کہ تمام مذاہب اور ملتوں کے ساتھ ہوتا آیا ہے۔ یہی اللہ کی سنت اور طریقہ کار ہے۔ اللہ کی سنت کبھی تبدیل نہیں ہوتی اور نہ قوموں اور ملتوں کو دو پیمانوں سے ہی ناپتی ہے اللہ کی سنت سب کے لیے ایک جیسی ہے۔ اللہ کی سنت ہے کہ ہر مذہب و ملت پر عروج و زوال آتا جاتا رہے گا۔ اور یہی معاملہ اسلام کے ساتھ بھی ہو گا۔

اس حدیث میں محض یہ پیش گوئی ہے کہ اسلام پر کبھی ایسا دور بھی آئے گا جب اسلام بے وقعت کمزور اور گم نام ہو کر رہ جائے گا۔ اس میں اس بات کا ذکر کہیں بھی نہیں ہے کہ تاقیامت اسلام اسی طرح بے وقعت اور کمزور رہے گا اور نہ اس حدیث میں اس بات کی ہی تعلیم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کی وجہ سے مقدر سمجھ کر ہم مایوس ہو کر بیٹھ رہیں۔ بلکہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے حالات میں کامیاب اور جنتی وہ لوگ ہوں گے جو اسلام کی بعض قوت و عظمت کی بہ حالی اور اس کے اقتدار کو واپس لانے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں گے۔ بعض روایتوں میں "غرباء" کی تشریح فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اصلاح معاشرہ کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے اور برائیوں کو دور کرنے کی کوشش میں لگ جائیں گے۔ اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ "غرباء" کی یہ قلیل سی تعداد مایوس ہو کر گھر بیٹھ جانے والوں میں سے نہیں ہو گی بلکہ یہ لوگ قوم و ملت کے معمار ہوں گے اور اسلام کی عظمت و رفعت واپس لانے کے لیے حد درجہ جدوجہد کرنے والے ہوں گے ایک دوسری روایت میں ہے کہ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یہ "غرباء" کون ہیں جن کے لیے بشارت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الذِينَ يصْلحُونَ إذَا فَسَدَ النَّاسُ"

''یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جب لوگ بگڑ چکے ہوں گے تو ان میں اصلاح کا کام کریں گے۔''

ایک دوسری روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نَاسٌ صَالحُونَ فِی نَاسِ سَوءٍ کَثِیرٍ"

''بہت سارے لوگوں کے درمیان یہ تھوڑے سے نیک اور صالح لوگ ہوں گے۔''

اس توضیح سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ یہ حدیث مایوسی اور بے عملی کی دعوت نہیں دیتی نہ اس میں اس بات کی ہی پیشین گوئی ہے کہ اسلام کا ستارہ ہمیشہ کے لیے غروب ہوجائے گا۔

بلکہ محض اس بات کا بیان ہے کہ اسلام پر ایسا دور بھی آئے گا جب اسلام اور اہل اسلام اجنبی اور کمزور بن کر رہ جائیں گے لیکن بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جو اجنبیت اور بے وقعتی کے اس دور میں اصلاح معاشرہ کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

رہا آپ کا یہ سوال کہ کیا قرآن وسنت میں اس بات کے دلائل ہیں کہ اسلام کو ایک بار پھر قوت وغلبہ نصیب ہوگا؟ تو آپ جان لیں کہ قرآن وسنت میں اس کے بہت سے دلائل ہیں۔

ارشاد الٰہی ہے:

ہُوَالَّذِی أَرسَلَ رَسُولَہُ بِالہُدیٰ وَدِینِ الحَقِّ لِیُظہِرَہُ عَلَی الدِّینِ کُلِّہِ وَلَو کَرِہَ المُشرِکُونَ ۳۳ ... سورۃ التوبۃ

''وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے پوری جنس دین پر غالب کردے خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔''

اسی مفہوم کی دوسری آیتیں سورہ فتح اور سورہ صف میں بھی ہیں۔ احادیث میں اسلام کے دوبارہ غالب آنے کی بہت سی بشارتیں ہیں۔ میں صرف چند کے بیان پر اکتفا کروں گا۔

"إنَّ اللہَ زَوَی لِی الأرضَ فَرَأَیتُ مَشَارِقَہَا وَمَغَارِبَہَا وَإنَّ أُمَّتِی سَیَبلُغُ مُلکُہَا مَا زُوِيَ لِی مِنہَا"

''اللہ تعالی نے میرے لیے زمین کو لپیٹا تو میں نے اس کے مشرق ومغرب کو دیکھا۔ میری امت کی بادشاہت زمین کے ان تمام حصوں پر ہوئی جو مجھے لپیٹ کر دکھائے گئے۔''

اس حدیث میں اس بات کی بشارت ہے کہ امت مسلمہ کی بادشاہت اس رائے زمین کے مشرق ومغرب میں پھیل جائے گی۔ ابھی یہ پیشن گوئی مکمل طور سے پوری نہیں ہوئی ہے اور ہم سب اس دور کے انتظار میں ہیں جب یہ پیشین گوئی مکمل طور پر پوری ہوگی۔ اور اسلام طاقتور بن کر پوری دنیا میں حکمرانی کرے گا۔ ابن حبان کی صحیح حدیث ہے:

(لَیَبلُغَن ہذا الأمر ما بلغ اللَّیل والنَّہار، ولا یترک اللہ بیت مَدَرٍ ولا وَبَرٍ إلَّا أدخلہ اللہُ ہذا الدِّین، بِعِزِّ عَزِیزٍ أو بِذُلِّ ذَلیلٍ، عِزًّا یُعِزُّ اللہُ بہ الإسلام، وذُلًّا یُذِلُّ اللہُ بہ الکفر" (ابن حبان"

''یہ معاملہ یعنی اسلام دنیا کے اس کونے تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک رات اور دن پہنچتا ہے۔ اور اللہ کسی بھی گھر کو نہ چھوڑے گا مگر یہ کہ اس میں اس دین کو داخل کرے گا۔ طاقتور کی طاقت کے ذریعہ اور کمزوری کی وجہ سے، ایسی طاقت جس کے ذریعے اللہ اسلام کو مضبوط بنائے گا اور ایسی ذلت وکمزوری جس کے ذریعے اللہ کفر کو ذلیل وکمزور کرے گا۔''

اگر پہلی حدیث میں اسلامی حکومت کے مشرق ومغرب میں پھیلنے کی بشارت ہے تو دوسری حدیث میں دین اسلام کے پھیلنے کی بشارت ہے۔

ایک اور حدیث ہے جس میں یورپ تک اسلامی حکومت کے پہنچنے کی خوش خبری ہے:

"عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال بینما نحن حول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکتب، إذ سَئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أی المدینتین تفتح أولا القسطنطینیۃ أو رومیۃ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: مَدِینَۃُ ہِرَقلَ تُفتَحُ أَوَّلًا"

''عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے کہ کسی نے پوچھا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسطنطنیہ اور روم میں سے کون سا شہر پہلے فتح ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ہرقل کا شہر یعنی قسطنطنیہ پہلے فتح ہوگا۔''

قسطنطنیہ یا استنبول تو پہلے ہی (1453 میں) ترکی خلیفہ محمد بن الفاتح کے ہاتھوں فتح ہوچکا ہے اب اٹلی کی راجدھانی روم کی باری ہے اور ہمیں یقین ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق کبھی نہ کبھی یہ شہر بھی اسلامی حکومت کے دائرہ اختیار میں آئے گا اور یہ وہ وقت ہوگا جب سلام طاقتور بن کر دوبارہ یورپ میں داخل ہوگا۔

الحمد للہ اسلام کے غلبہ کی علامتیں اب ظاہر ہونے لگی ہیں۔ اسلامی بیداری کی لہر ہر طرف سے اٹھ رہی ہے۔ غیر مسلموں میں بھی اسلام سے واقفیت کا جذبہ ابھر رہا ہے اور مسلمان بھی رفتہ رفتہ بدعات وخرافات کے چکروں سے نکل کر صحیح اسلام کی طرف لوٹ رہے ہیں وہ جابر وفاسق نظام حکومت نیست ونابود ہورہے ہیں جنھوں نے اسلام پر پابندی لگا رکھی تھی اور مسلمانوں کو بزور طاقت اسلام سے دور کر رکھا تھا۔ مثال کے طور پر کمیونزم کا جنازہ نکل چکا ہے اور بہت سارے ایسے مسلم ممالک آزاد ہوچکے ہیں جہاں پر پہلے کمیونزم نے اسلام پر پابندی لگا رکھی تھی بلکہ ہر اسلامی شناخت کو ختم کرنے کا فیصلہ کر رکھا تھا جو حال کمیونزم کا ہوا ہے ان شاء اللہ وہی حال ان تمام نظام ہائے حکومت کا بھی ہوگا جو اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنیں گے۔ بشرطے کہ امت مسلمہ میں جب ایسے "غرباء" اٹھ کھڑے ہوں جنھیں مذکورہ حدیث میں بشارت دی گئی ہے۔ امت مسلمہ میں جب ایسے غرباء پیدا ہوں گے تو یقیناً اسلام کو فتح ونصرت اور غلبہ حاصل ہوگا اور وہ ہوگا جو اللہ نے فرمایا ہے:

وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ٤ بِنَصْرِ اللَّهِ... ٥ ... سورة الروم

‘‘اس دن مسلمان اللہ کی نصرت و مدد سے خوش ہو جائیں گے۔’’

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

قرآن اور حدیث، جلد: 2، صفحہ: 25

محدث فتویٰ